شرح حدیثِ قسطنطنیہ
تصنیف لطیف
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث و القرآن، پیروطریقت، رہبر شریعت
حضرت علامہ ابو الصالح مفتی
محمد فیض احمد اُویسی
رضوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ
FAIZAHMEDOWAISI.COM

عرضِ ناشر

رئیس التحریر، مناظرِ اہلِ سنت وسرمایۂ اہلِ سنت، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی مدظلہ العالی تحریر وتدریس کے میدان کے شہسوار ہیں۔ آپ نے کم وبیش تین ہزار کتب ورسائل تحریر فرمائے ہیں۔ آپ کی اکثر کتب ورسائل غیر مطبوعہ ہیں۔

الحمدللّٰہ! بہارِ مدینہ پبلشرز نے اشاعتِ دین کا جذبہ لے کر مفتی صاحب مدظلہ العالی اور دیگر علمائے اہلِ سنت کی کتب کی اشاعت کا بیڑہ اُٹھانے کی سعادت حاصل کی ہے۔

تمام قارئینِ کرام سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ ''بہارِ مدینہ پبلشرز'' کی کامیابی وکامرانی کے لئے دعا گو رہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس ادارے کو علمِ دین کے فروغ کی مزید توفیق عطا فرمائے۔
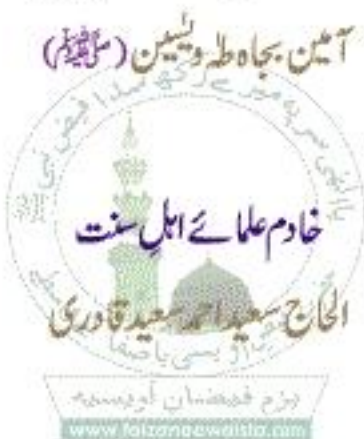
بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

پیشِ لفظ

ہمارے دورِ فتنہ خیز میں خارجیت پھر سر اُٹھا رہی ہے اور پھر یزید کے گیت گا رہی ہے۔ یزید پلید کی حمایت میں کتابوں پر کتابیں لکھی جارہی ہیں اور اسے ایسے القابات سے نوازا جارہا ہے کہ خطرہ ہے کہیں زمین اور آسمان پھٹ نہ جائیں مثلاً

(۱) امام برحق۔

(۲) امیر المؤمنین۔

(۳) پیدائشی جنتی۔

یزید کا ایک عاشق لکھتا ہے کہ مجھے اپنے باپ پر تو اتنا یقین نہیں ہے کہ وہ بہشتی ہیں لیکن حضرت یزید کے متعلق یقین ہے کہ وہ بہشتی ہے۔ (رشید ابن رشید)

مولوی شمس الحق افغانی نے لکھا ہے کہ "وہ یزید ہماری ہر نماز میں رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کا مستحق ہے۔" (رشید ابن رشید)

(۴) فاتح اعظم۔

(۵) مجاہد اعظم۔

(۶) صحابی (معاذ اللہ) صحابی وہ ہوتا ہے جس نے حضور نبی کریم ﷺ کا ظاہر زمانہ پایا اور ایمان کے ساتھ آپ کی زیارت کی۔ یزید حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں ۲۵ھ میں پیدا ہوا۔ صحابیت کیونکر؟

(۷) صحابہ کا مقتدا۔ (العیاذ باللہ)

فقیر کو تو خطرہ ہے کہ کہیں اسے یہ خدا (معبود) ہی نہ کہنے لگ جائیں جیسا کہ پہلے بھی ایک دور میں ایسا ہوا تھا۔ کاش پھر کوئی عمر بن عبدالعزیز جیسا مجاہد پیدا ہو جنہوں نے یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو کوڑے لگوائے۔

(تطہیر الجنان از امام اہلسنت شیخ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و تہذیب التہذیب وغیرہ)

اس گروہ کا سب سے زیادہ زور حدیث قسطنطنیہ پر ہے اگرچہ اس میں انہی کی تردید کا کافی سامان موجود ہے۔ فقیر اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نمک خوار ہے اس لئے حدیث پاک کی مختصر مگر جامع شرح پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل شانِ اہل بیت فقیر کی یہ حقیری خدمت قبول فرما کر توشۂ آخرت اور دوسرے احباب کے لئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ آمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور پاکستان

۱۳ صفر ۱۴۰۲ھ بروز جمعۃ المبارک

متن حدیث شریف

حدثنا اسحاق بن یزید الدمشقی حدثنا یحییٰ بن حمزہ حدثنی ثور بن یزید عن خالد بن معدان ان عمیر بن الاسود العسنی حدثه انه اتی عبادۃ بن الصامت وھو نازل فی ساحل حمص وھو فی بنآء له ومعه ام حرام قال عمیر فحدثاام حرام انھا سمعت النبی ﷺ یقول اول جیش من امتی یغزون البحر قد او جبو قالت ام حرام قلت یارسول اللہ انا فیھم ؟قال انت فیھم قالت ثم قال النبی ﷺ اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لھم فقلت انا فیھم؟قال لا۔

(بخاری جلد ۱، صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰ و مسلم شریف)

ترجمہ: حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت میں سب سے پہلے جو لوگ سمندر میں جنگ کریں گے ان کے لئے جنت واجب ہے۔ام حرام نے پوچھا حضور! کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ فرمایا تو ان میں داخل ہے۔ام حرام فرماتی ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا اس کے لئے بخشش ہے۔ میں (یعنی ام حرام) نے پوچھا کیا میں اس میں داخل ہوں؟ فرمایا نہیں۔

علم غیب رسول ﷺ

اس حدیث پر تفصیلی تبصرہ فقیر کی کتاب ''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں دیکھئے۔ یہاں چند فوائد ملاحظہ ہوں۔

(۱) مستقبل کے دو واقعات

رسول اللہ ﷺ نے مستقبل کے دو واقعات مختصر مگر جامع انداز میں بیان فرمادیئے۔

الف

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جنگ کا واقعہ بزمانہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ب

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت حقہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس جنگ کے بعض شرکاء کے بُرے انجام کی طرف بھی اشارہ کردیا۔

(۲) امیر معاویہ کے مخالفوں اور یزید کے پرستاروں کو تنبیہ

اس میں تنبیہ ہے کہ دونوں جنگوں کے سرپرست حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔پہلی جنگ سے بہشت واجب ہوگئی جبکہ دوسری جنگ مغفرت کی خوشخبری لئے ہوئے ہیں۔ دونوں انعاموں کے اولین مستحق بہرحال

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں (تفصیل فقیر کی کتاب ''الرفاہیہ'' یعنی امیر معاویہ) پہلی جنگ کا نتیجہ جنت کا واجب ہونا ہے مگر دوسری کے لئے محض بخشش جس جنگ میں یزید کی شمولیت کا دعویٰ کیا جاتا ہے وہ جنت والی نہیں بلکہ بخشش والی ہے ۔علم حدیث کے ماہرین جانتے ہیں کہ **غفرلہ** کے لفظ جس طرح جنتیوں کے لئے وارد ہوا ہے بالکل اسی طرح قطعی جہنمیوں کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے (مثالیں آگے آرہی ہیں) نیز ہم یہ بھی ثابت کریں گے کہ یزید مغفور (بخشا ہوا) ہے یا مقہور۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

(۳)دونوں جنگوں کا انداز

حدیث شریف پر غور کیجئے پہلی جنگ کے البحر اور دوسری کے لئے **مدینة قیصر** فرمانے میں یہ اشارہ ہے کہ پہلی دریا میں کشتیوں اور بیڑے کے ذریعے لڑی جائے گی تو دوسری شہر کا محاصرہ کر کے۔چنانچہ یونہی ہوا (تفصیل دیکھئے الرفاہیہ میں)

پہلا غزوہ

تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سب سے پہلا بحری لشکر جس نے ۲۸ھ میں قبرص فتح کیا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترتیب دیا تھا۔اسی لشکر میں ام حرام بھی تھیں جو واپسی میں خچر پر سوار ہوتے وقت گر پڑیں اور وہیں انتقال فرما گئیں گویا حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق ظہور پذیر ہوا۔

دوسرا غزوہ یعنی قسطنطنیہ پر حملہ

قسطنطنیہ رومی حکومت کا مرکز اور فلسطین کا دارالحکومت تھا۔حضور ﷺ نے اس شہر قیصر پر حملہ کرنے والے مجاہدین اسلام کو مغفرت کی بشارت دی تھی ۔اس بشارتِ عظمیٰ سے بہرور ہونے اور رومی اقتدار کا جنازہ نکالنے کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک زبردست فوج ۵۲ھ میں تیار کی ۔اس مقدس ومبشر لشکر میں میزبان رسول ﷺ حضرت ایوب انصاری، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے اکابر صحابہ موجود تھے۔ رومیوں نے شدید مدافعت کی۔عبدالعزیز بن زرارہ کلبی جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت میں رجز پڑھتے ہوئے رومی صفوں میں گھستے چلے گئے۔رومیوں نے انہیں نیزوں سے چھید کر شہید کر دیا۔(ابنِ اثیر، جلد۳، صفحہ۱۸۳)

حضرت ایوب انصاری نے اسی مہم میں وفات پائی۔آپ نے وصیت فرمائی تھی دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو لے جا کر دفن کرنا۔چنانچہ اس وصیت کے مطابق رات کو مشعل کی روشنی میں قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے دفن کیا گیا۔روح البیان کے مطابق آپ کا مزار مرجع الخلائق ہے۔لوگ یہاں حاضر ہو کر آپ کے وسیلے سے دعائیں کرتے

ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔

(۴)شہر قیصر کا نام

قیصر کے شہر کا نام حضور ﷺ کے وصال شریف کے سالہا سال بعد تبدیل کر کے قسطنطنیہ رکھا گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنے خداداد علم غیب سے جانتے تھے کہ اس کا موجودہ نام عارضی ہے اس لئے اسے **مدینة قیصر** (قیصر کا شہر) فرمایا۔ علامہ قسطلانی (شارح بخاری) علیہ الرحمۃ نے اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

(۵)انجام کی خبر

حضور اکرم ﷺ سب کے انجام سے باخبر ہیں۔ چنانچہ اس حدیث پاک میں دو جہادوں کا ذکر فرما کر پہلے مجاہدین کے لئے **قد وجبو** اور دوسروں کے لئے **مغفور لھم** فرمایا گیا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ جانتے تھے کہ پہلی جنگ میں صحابہ و تابعین شامل ہوں گے جن کی سیرت و کردار پر انگشت نمائی نہیں ہوسکتی اور دوسری میں بعض لوگ وہ بھی ہوں گے جو ننگ اسلام و اسلاف ہیں (جیسے یزید) اور لئے غفران (بخشش) کی بات کی گئی جس کا اولین انحصار خاتمہ بالخیر پر ہے۔

دعوت غور وفکر

ناظرین انصاف فرمائیں کہ اسی ایک حدیث کو اگر ایمانی نقطۂ نگاہ سے پڑھ لیا جائے تو کیا حضور ﷺ کے علم غیب کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے کہ نہیں۔

ناپاک عزائم کا پردہ چاک ہوتا ہے

عموماً یزید کے حامیوں نے اپنی تحریروں میں ادھوری عبارتیں نقل کی ہیں۔ فقیر اُویسی غفرلہ چند حوالہ جات کی حقیقت عرض کرتا ہے۔

(۱) حاشیہ بخاری کی مکمل عبارت پر (جلد ا صفحہ ۴۱۰) مخالفین اس کے چند ابتدائی الفاظ لے لیتے ہیں اور باقی حصہ چھوڑ دیتے ہیں بلکہ ان الفاظ میں بھی فریب دے جاتے ہیں۔

عبارت

وفیہ منقبة لمعاویہ............مغفور لمن وجد شرط المغفرہ فیہ منہ۔

ترجمہ: اس میں معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہے کہ آپ نے ہی سب سے پہلے بحری جنگ لڑی اور آپ کے بیٹے یزید کی بھی کیونکہ اس نے سب سے پہلی شہر قیصر والی لڑائی لڑی۔

اس یزید والے قول کا محدث ابن التین اور علامہ ابن المنیر نے تعاقب کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس عموم

سے کب لازم آتا ہے کہ کسی خاص دلیل سے یزید خارج نہ ہو کیونکہ کسی بھی اہل علم کو اس بارے میں اختلاف نہیں ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادِ مبارک **"مغفور لھم"** میں شرط ہے کہ وہ اہل مغفرت سے ہو مثلاً کوئی اس جنگ کے بعد مرتد ہو گیا تو وہ اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ رہا۔ گویا ثابت ہو گیا کہ حدیث شریف کی اصل مراد یہ ہے کہ جس میں بخشش کی شرط ہو وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے ورنہ نہیں۔

(۲) فتح الباری شرح (جلد ۶، صفحہ ۱۰۶)

عبارت

اذلا یختلف..............شرط المغفرة فیه منهم۔

ترجمہ: اس لئے کہ کسی اہل علم کو بھی اس سے اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کا فرمان **مغفور لھم** شروط ہے کہ وہ مغفرت کا اہل ہو۔

بالفرض اگر بعد میں مرتد ہو گیا تو اس عام حکم میں داخل ہی نہیں ہو گا سب اس پر متفق ہیں۔ ثابت ہوا کہ ان میں **مغفور لھم** (بخشے ہوئے) وہی ہوں گے جن میں بخشش کی شرط (اہلیت) پائی جائے گی۔

فائدہ

ہم آگے چل کر ثابت کریں گے کہ یزید سرے سے اس جنگ میں شامل ہی نہیں اگر ہو بھی تو اس کے کرتوت اسے بخشش کی خوشخبری سے نکالنے کے لئے کافی ہیں۔

(۳) ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی علیہ الرحمۃ۔ جلد ۵، صفحہ ۱۲۴

عبارت

استدلال بھا..........اتفاقاً

ترجمہ: اس سے مہلب (خارجی) نے یزید کی خلافت اور جنتی ہونے کی دلیل نکالی ہے کیونکہ وہ بھی (بقول اس کے) **مغفور لھم** کے عام حکم میں شامل ہے۔ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ اس (مہلب) نے یہ بات بنی اُمیہ کی حمایت کی وجہ سے کی ہے اور یزید کے اس عموم میں داخل ہونے سے ضروری نہیں کہ وہ کسی خاص دلیل سے (اس عموم سے) خارج نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں کہ حضور پر نور ﷺ کا ارشاد **مغفور لھم** مشروط ہے۔ اہل بیت بخشش (کی شرط) سے مثلاً اگر کوئی شخص جنگ کے بعد مرتد ہو گیا تو وہ بالاتفاق اس بشارت سے خارج ہے۔

فائدہ

تمام متقدمین شراحِ حدیث نے یہی کچھ فرمایا ہے۔ اب فقیر ان شارحین کی تصریحات عرض کرتا ہے جن پر مخالفین

کوزیادہ اعتماد ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شرح تراجم ابوابِ بخاری میں فرماتے ہیں:

''اگر یزیداس جنگ میں شریک ہوا بھی تھا توصحیح یہ ہے کہ اس سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یزیداس غزوہ سے پہلے کے گناہ بخشے گئے۔اس لئے جہاد کفارات سے ہےاور کفارات سے پہلے کے گناہوں کاازالہ ہوتا ہے نہ کہ بعد کے۔ہاں اگریوں ہوتا کہ **مغفور لهم الى يوم القيمة** توپھرنجات یزید کااستدلال ہوسکتا تھامگرایسانہیں ہے''۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے درج ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں کہ

(۱)ان کے نزدیک بھی یزید کااس غزوہ میں شامل ہونا یقینی نہیں۔

(۲)اگر یزیدشریک ہوا بھی تھا تواس حدیث سے اسے جنتی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

(۳)اس حدیث سے یزید کے لئے زیادہ سے زیادہ جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کے (جنگ سے پہلے کے) گناہ معاف ہوگئے۔

(۴)رہےاس غزوہ سے بعد کے گناہ مثلاً سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وران کے ساتھیوں کوشہید کرنا۔(الرضوان علیہم اجمعین)

واقعہ حرا، مدینہ طیبہ پر چڑھائی، دس ہزار اہل مدینہ کاقتل عام اور روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ بسنے والی عفت مآب خواتین کی ان کے گھروں میں گھس کرآبروریزی، ترک نماز،شراب نوشی وغیرہ کی سزاوہ آج بھی بھگت رہا ہوگا اورکل قیامت کے دن بھی اسے یہی سیاہ کاریاں جہنم میں لے جائیں گی۔

غیر مقلدین کے شیخ الکل

میاں نذیر حسین محدث دہلوی،فتاویٰ نذیریہ، جلد۱،مطبوعہ اہلِ حدیث،اکادمی کشمیری بازارلاہورمیں فرماتے ہیں:

''یزید کے بارے میں بعض کہتے ہیں کہ بالاتفاق مسلمانوں کاوہ امیر ہوا تھااس کی اطاعت امام حسین علیہ السلام پرواجب تھی حالانکہ اس کی خلافت پر مسلمانوں کا اتفاق نہ ہوااور ایک جماعت صحابہ نے اس کی بیعت نہیں کی اور جن حضرات نے بیعت کی بھی تھی جب ان کواس کے فسق وفجور کا حال معلوم ہوا توخلع بیعت کرکے مدینہ واپس آگئے اور بعض قائل ہیں کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھااور نہ ہی اس فعل سے راضی تھا یہ بھی باطل ہے''۔

قال العلامة التفتازانی فی شرح العقائد النسفية والحق ان رضی يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذالك واهانته اهل بيت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مما تواتر معناه وان كا ن تفاصيله احادا نتهى ط

ترجمہ : علامہ تفتازانی نے شرح عقائد نسفی میں فرمایا ہے اور حق یہ ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل میں یزید کی رضا اور اس سے اس کی خوشی نیز اہل بیت کی توہین پر متواتر روایات ہیں اگر چہ وہ الگ الگ خبر واحد ہیں۔

اور بعض کہتے ہیں قتلِ امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہ کبیرہ ہے نہ کفر اور لعنت مخصوص بکفار ہے۔ ناز م بایں فطانت۔ نہیں جانتے کہ کفر ایک طرف خود ایذاءِ رسول الثقلین کیا ثمرہ رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ○

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

ترجمہ : بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے خاتمہ کا حال معلوم نہیں شاید اس نے کفر و معصیت کے بعد توبہ کی ہو وقت موت تائب ہو گیا۔ امام غزالی کا احیاء العلوم میں اسی طرح رجحان ہے (امام صاحب کا موقف متعین کرنے میں غلط فہمی ہوگئی ہے) جاننا چاہیے کہ توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے۔ واہ اس بے سعادت نے اس اُمت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا شہادت امام حسین اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب وا ہالیان مدینہ کی شہادت وقتل کے واسطے لشکر بھیجا۔ تین روز تک بے اذان و بے نماز رہی من بعد حرم مکہ میں لشکر کشی کرنے عین حرم مکہ میں عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا اور ان کی برائیاں بیان کیں۔ واللہ اعلم بما فی الضمائر اور سلف و اعلام امت سے اس شقی پر لعن تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی نے کمالِ جوش وخروش کے ساتھ اس پر اور اس کے اعوان پر لعنت کی ہے اور بعضوں نے اس معاملہ میں توقف کیا ہے۔ پس مسلک اسلام یہ ہے کہ اس شقی کو مغفرت و ترحم سے ہرگز یاد نہ کرنا چاہیے اور اس کے لعن سے کہ عرف میں مختص بکفار ہے اپنی زبان کو روکنا چاہیے۔

فائدہ

غیر مقلد حضرات کے شیخ الکل بھی فتویٰ دے رہے ہیں کہ یزید کو مغفرت اور ترحم سے ہرگز یاد نہیں کرنا چاہیے۔ بہت سے دوسرے غیر مقلدین نے بھی انہی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ صرف ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمائیے

علامہ وحید الزمان کی تحقیق

غیر مقلدین کے بہت بڑے محدث و مصنف جناب وحید الزمان کی رائے ملاحظہ ہو۔

اُس حدیث سے بعضوں نے نکالا ہے (جیسے مہابنے) کہ یزید کی خلافت صحیح ہے اور وہ بہشتی ہے میں کہتا ہوں **سبحان اللہ!** اس حدیث سے یہ کہاں نکلتا ہے کہ یزید کی خلافت صحیح ہے کیونکہ جب یزید قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے گیا تھا اس وقت تک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ تھے ان کی خلافت تھی اور ان کی خلافت باتفاق علماء صحیح تھی ۔اسی لئے امام برحق جناب حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت ان کو تفویض کی تھی ۔اب لشکر والوں کی بخشش ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا ہر فرد بخشا جائے اور بہشتی ہو خود حضور ﷺ کے ساتھ ایک شخص خوب بہادری سے لڑ رہا تھا آپ نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ بہشتی اور دوزخی ہونے میں خاتمہ کا اعتبار ہے۔ یزید نے پہلے بڑا اچھا کام کیا کہ قسطنطنیہ پر چڑھائی کی مگر خلیفہ ہونے کے بعد تو اس نے وہ گند پیٹ سے نکالے کہ **معاذ اللہ** امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا، اہل بیت کی اہانت جب سر مبارک امام کا آیا تو مردود کہنے لگا میں نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی ،حرم محترم میں گھوڑے باندھے مسجد نبوی اور قبر شریف کی توہین کی ۔ان گناہوں کے بعد بھی کوئی یزید کو مغفور اور بہشتی کہہ سکتا ہے ؟قسطلانی نے کہا ہے کہ یزید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے خوش اور راضی تھا اور اہل بیت کی اہانت پر بھی اور یہ متواتر ہے اسی لئے ہم اس کے باب میں توقف نہیں کرتے بلکہ اس کے ایمان میں ہم کو کلام ہے۔ اللہ کی لعنت اس پر اور اس کے مددگاروں پر۔ (تفسیر الباری فی شرح بخاری ،ج ۱۱،صفحہ ۱۲۵،مطبوعہ تاج کمپنی کراچی)

اکابر دیوبند

دورِ حاضر میں حمایت یزید کی آندھی بھی دیوبند ہی سے چلی ہے مگر اکابر دیوبند مثلاً مولوی محمد قاسم بانی دار العلوم دیوبند، مولوی رشید احمد گنگوہی ،مولوی اشرف علی تھانوی ،مولوی حسین احمد ٹانڈوی (عرف مدنی) مولوی محمود الحسن ،مولوی احمد علی لاہوری وغیرہم ،قاری محمد طیب سابق مہتمم دار العلوم دیوبند نے تو اپنی کتاب **شہید کربلا** میں یزید پرستوں کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ عطاء اللہ بخاری نے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہ کی شان میں جو قصیدہ لکھا ہے اس کے دو شعر ملاحظہ فرمائیں

سرمۂ چشم شد بخاری را☆خاکپائے غلام خواجہ فرید

ہر کہ بدگفت خواجہ مارا☆ہست او بے گماں یزید پلید

(سواطع الالہام ،صفحہ ۱۰۳)

ترجمہ : خواجہ فرید کے غلام کی خاکپائے بخاری کی آنکھ کا سرمہ ہے جو ہمارے خواجہ کا بدگو ہے یقیناً یزید پلید ہے۔

دیکھئے بخاری صاحب کس وضاحت سے یزید کو پلید فرما رہے ہیں۔

جہادِ یزید کی حقیقت

جس یزید کو فاتح اعظم اور مجاہد اعظم منوانے کے لئے افسانے گھڑے جارہے ہیں۔تاریخ وسیرت کی کتابوں میں اس کی حقیقت اس کے برعکس بیان کی گئی ہے مثلاً دیکھئے تاریخ کامل صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷، جلد ۳ میں علامہ ابن اثیر کیا فرماتے ہیں:

وقیل سنة خمسین..........لیصیبه ما اصاب الناس۔

۵۰ھ میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلادِ روم کی طرف حضرت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں ایک لشکر جرار روانہ کیا اور اپنے بیٹے یزید کو بھی اس میں شمولیت کا حکم دیا لیکن یزید گرانی طبع اور علالت کے بہانے بنا کر ساتھ نہ گیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عذر قبول کر لیا مگر یہ لشکر جنگ کے دوران بھوک اور سخت بیماری (وبا) سے دوچار ہوگیا۔یزید نے (خوش ہوکر) شعر کہے

ماان ابالی بما لاقت جموعهم☆بالفرقدونة من حمی و حوم

اذاتکات علی الانماط مرتفعا☆بدیر مران عند ی ام کلثوم

ترجمہ: مجھے کوئی پرواہ نہیں اگران کے لشکروں پر مقام فرقدونہ میں بخار اور تنگی تکلیف کا نزول ہوگیا جبکہ میں دیر مران میں اُونچے تخت پر تکیہ لگائے ہوں اور اُم کلثوم میرے پاس ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ شعر پہنچے تو آپ نے قسم کھالی کہ اب یزید کو سفیان بن عوف کے پاس ارضِ روم میں ضرور بھیجوں گا تا کہ اُسے بھی وہ مصائب آئیں جو دوسرے لوگوں کو آئے ہیں۔

امیر لشکر کون؟

یزید کے حامی اس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ لشکر کا سردار یزید تھا حالانکہ اِبنِ اثیر کی یہ عبارت سفیان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی کا اعلان کررہی ہے۔یزید تو میں آیا اور وہ بھی سزا کے طور پر مجبوراً وہ تو مجرم تھا اسے رئیس المجاہدین بلکہ مجاہد کہنا بھی زیادتی ہے۔

علامہ عینی نے بھی عمدۃ القاری فی شرح البخاری، جلد ۱۴، صفحہ ۱۹۱ میں حضرت سفیان بن عوف ہی کی سرداری کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد وضاحت سے لکھا ہے

قلت الا ظهر ان هولاء السادات من الصحابة کانو اصع سفیان هذا ولم یکونوا مع یزید بن معاویة لانه لم یکن اهلا ان یکونوا هؤلوء السادات فی خدمة۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ زیادہ ظاہر یہی بات ہے کہ یہ بڑے بڑے صحابہ کرام انہی حضرت سفیان کی سرکردگی میں

تھے۔یزید بن معاویہ کے تحت نہیں تھے کیونکہ وہ اس کا اہل ہی نہیں تھا کہ یہ عظیم لوگ اس کے خادم بنتے۔

تاریخ کامل اور عینی کے علاوہ تاریخ ابن خلدون جلد۳ صفحہ ۱۰، فتح الباری اور البدایہ والنہایہ (ابن کثیر) قسطلانی شرح بخاری، جلد۵، صفحہ ۱۰۴، حاشیہ بخاری جلد۱، صفحہ ۴۱۰ سے بھی یہی تصریحات ہیں۔

شہر قیصر سے مراد

فتح الباری از علامہ ابن حجر عسقلانی کے مطابق حضور اکرم ﷺ نے جب یہ ارشاد فرمایا کہ شہر قیصر میں پہلی جنگ کے مجاہدین مغفور ہیں اس وقت قیصر حمص میں رہتا تھا لہٰذا یہ پیشن گوئی اور خوشخبری قسطنطنیہ کے بجائے غزوۂ حمص سے متعلق ہے۔زیادہ قرین قیاس بھی یہی ہے اور سب کا اتفاق ہے کہ یزید اس میں ہرگز شامل نہیں تھا۔گویا

وہ شاخ ہی نہ رہی جس پہ آشیانہ تھا

اب وہ تمام پروپیگنڈا جو شہر قیصر سے قسطنطنیہ مراد لے کر یزید کو جنتی بنانے کے لئے جارہا تھا۔اپنے آپ ہی بے بنیاد ٹھہرا اور اس کی عمارت دھڑام سے زمین پر آگئی۔

خارجسیوں کا غفرلہ

خارجیوں اور یزیدیوں کے پاس یزید کو مغفور (یعنی بخشا ہوا) ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل یہی حدیث قسطنطنیہ ہے۔ان کے نزدیک قسطنطنیہ میں اولین جہاد کرنے والوں کو زبانِ رسالت ﷺ نے **مغفور لھم** (بخشے ہوئے) ہونے کی خوشخبری دی لہٰذا یزید کا ان میں شامل ہونا بھی اس کی بخشش کی دلیل ہے۔ہم نے گذشتہ اوراق میں تفصیل سے یہ ثابت کردیا ہے کہ نہ یزید ان اولین مجاہدین میں شامل تھا اور نہ اس خوشخبری کا مستحق بلکہ یہ حدیث پاک قسطنطنیہ کے بجائے حمص کے متعلق ہے (کیونکہ ارشادِ نبوی ﷺ میں کسی شہر کا نام مذکور نہیں بلکہ مدینہ قیصر یعنی شہر قیصر فرمایا گیا) اور شہر قیصر اس وقت حمص تھا۔قسطنطنیہ تو اس وقت آباد بھی نہیں ہوا تھا اور حمص کی جنگ میں یزید کے شامل نہ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔اب ہم ایک اور انداز میں اس حدیث پاک پر غور کرتے ہیں اور وہ یہ کہ بالفرض یہ حدیث قسطنطنیہ کے بارے میں ہی ہو اور یزید پہلے لشکر اسلام میں شامل بھی ہو نیز وہ **مغفور لھسم** کی خوشخبری کا حقدار بھی ہو تو بھی اس سے مراد نہیں ہے کہ جہادِ قسطنطنیہ کے بعد اسے ظلم وستم اور گناہ نافرمانی کرنے کی کھلم کھلا اجازت مل گئی ہے اور اس کا کوئی کفر و شرک یا فسق و فجور اسے جنت میں جانے سے روک نہیں سکتا۔علم حدیث کے ماہرین سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ بہت سے نیک کاموں پر حضور ﷺ نے **غفرلہ** اور **مغفور لھم** وغیرہ فرما کر جو بخشش کی نوید سنائی ہے اس سے مراد پہلے کے گناہوں کی بخشش ہے

نہ کہ زندگی بھر کی خطاؤں کی بخشش بھی وہ ایمان اور اخلاص کی شرط کے ساتھ ہے۔ مومن وہ مخلص نہ ہوگا تو کوئی بھی نیکی قبول نہیں جب نیکی ہی قبول نہیں ہوئی تو اس کے صلے کی کیا صورت اور بخشش کا کیا مطلب اس میں کوئی شک نہیں کہ ارحم الراحمین اپنی رحمت سے ایک ہی آن میں سب گناہ معاف فرما سکتا ہے مگر ہم کسی ایک فعل کو سامنے رکھ کر اس کی حتمی بخشش کا فتویٰ کیونکر دے سکتے ہیں جبکہ نہ فاعل کے اخلاص کا علم ہے نہ فعل کی قبولیت کا۔ بلاشبہ حضور پر نور، شافع یوم النشور ﷺ بھی اپنے رب کے فضل وکرم سے ہر کسی کے فعل، اخلاص اور قبولیت وجزا سے واقف ہیں مگر جب تک سرکار ﷺ کسی شخص کے جنتی ومغفور ہونے کی وضاحت نہیں فرماتے ہمیں یقینی فتویٰ دینے کا کوئی حق نہیں ہے ایسی احادیث مبارکہ جن میں بعض کاموں پر بخشے جانے کا ذکر ہے دراصل اعمال کے فضائل میں ہیں عامل کی قطعی نشاندہی نہیں کرتیں۔ مثال کے طور پر درجِ ذیل ارشادات پر غور فرمایئے اور **مغفور لہ** وغیرہ کا مفہوم سمجھئے۔

قیامِ شبِ قدر کا ثواب یوں بیان فرمایا۔ جو شبِ قدر میں ایمان واخلاص کے ساتھ جاگے

غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ (بخاری شریف، جلد۱، صفحہ۱۰)

ترجمہ :اس کے پہلے کے گناہ معاف ہوگئے۔

فرمایئے کیا اس ارشادِ عالی سے یہ نتیجہ نکالنا درست ہوگا کہ ایک بار شبِ قدر میں قیام کر لینے والے کو آئندہ کسی نیکی واحتیاط کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بخشا گیا۔

(ب)وضو کی فضیلت

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے میرے اس وضو کے مطابق وضو کر کے خلوص اور یکسوئی کے ساتھ دوگانہ ادا کیا تو

غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ (مسلم شریف، جلد۱، صفحہ۱۲۰)

ترجمہ :اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیئے گئے۔

(ج)حدیثِ جمعہ

حدیثِ جمعہ میں ہے جو جمعہ کے دن نہائے اور حتی الامکان پاک ہوکر تیل یا خوشبو لگائے ہوئے جمعہ کے لئے حاضر ہو بشرطیکہ وہ دو شخصوں کے درمیان تفرقہ نہ ڈالا ہو سو دوگانہ نہ پڑھا اور امام کا خطبہ بھی خاموشی سے سنا تو

غفرلہ ما بینہ وبین الجمعۃ الاخریٰ۔

ترجمہ :اس کے لئے ہفتے بھر کے گناہ بخشے گئے۔

(ز) آمین میں موافقت

حضور پر نور ﷺ نے فرمایا جب امام **ولا الضالین** کہے تو تم آمین کہو سو جس کا کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہوا تو

غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ (بخاری)

ترجمہ : اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے گئے۔

(ر) محفل ذکر

محفلِ ذکر میں رضائے الٰہی کے لئے جمع ہونے والے کو آسمان سے آواز دی جاتی ہے

ان قوموا مغفور لکم۔

ترجمہ : اُٹھو اس حال میں کہ بخشے گئے ہو۔

(س) جمعہ کی رات

سورۂ یٰسین ، حٰم اور دخان پڑھنے والے کے بارے میں فرمایا

اصبح مغفورلہ

ترجمہ : اس نے اپنی بخشش کرا کے صبح کی۔

(ص) حلقہ ذکر

حلقہ ذکر میں بیٹھنے والے فرشتے اہل مجلس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور جب درود پڑھا جاتا ہے تو وہ بھی پڑھتے ہیں پھر جب یہ مبارک محفل ختم ہوتی ہے تو وہ فرشتے کہتے ہیں

طوبیٰ لھو لاء فانھم مغفور لھم ۔

ترجمہ : ان سب کو بشارت کہ یہ بخشے ہوئے ہیں۔

(ل) جو شخص چالیس دن نماز باجماعت پڑھ لے اس کا نام جنت کے دروازے پر لکھ دیا جاتا ہے۔

(م) حج سے لوٹنے والے گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔

سوچئے اگر حدیث قیصر کے الفاظ **مغفور لھم** سے یزید کو قطعی جنتی قرار دینا درست ہے تو احادیث مذکورہ کی رو سے ہر حاجی، چالیس دن باجماعت نماز پڑھنے والے، کسی بھی مجلس ذکر میں ایک بار شامل ہونے والے اور کسی شب جمعہ کو مذکورہ سورتوں کی تلاوت کرنے والے کو بھی ہر قیمت پر قطعی جنتی سمجھ لینا چاہیے اگرچہ وہ ان کے بعد جو چاہے کرے اور

کرتا رہے اگر ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو یزید بیچارے کے لئے اتنے پاپڑ بیلنے کا کیا فائدہ۔ اگر وہ ایک بار مجبور ہو کر (جیسا کہ اوپر گزرا) قسطنطنیہ کے جہاد میں شریک ہو بھی گیا تو کیا اس کی نیکی گلستان نبوت کو اجاڑنے کی گناہ سے بھی بڑی ہے۔ اگر کسی بے گناہ مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرنا جرم عظیم ہے تو نواسۂ رسول، جگر گوشۂ بتول سیدنا امام حسین علیٰ جدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کے باقی اعزہ واحباب پر تلوار چلانا یقیناً اتنا بڑا جرم ہے جس کی شدت ونحوست اندازے سے باہر ہے۔ پھر مدینہ منورہ کی توہین اور حرم خلیل کی اہانت بھی ایسے گناہ نہیں جسے کوئی اہل ایمان محسوس نہ کر سکے۔ ہاں جن کے ایمان پر یزیدیت کا ٹھپہ ہے اور جو اسے اپنا امیر (مان کر امیر المؤمنین) کہتے ہیں اس فطرت ایمان سے بہرہ ور ہی نہیں تو جو چاہیں کریں اور کہیں ہم اس کے سوا نہیں کیا جواب دیں کہ

لعنت اللہ علیکم دشمنان اهل بیت

مقامِ یزید

غفرله اور **مغفور لهم** والی ان احادیث کے پیش نظر صاف ظاہر ہے کہ یزید اگر بفرض محال اس خوشخبری کا مستحق بھی ہوا تو اس سے مراد قطعی اور ابدی بخشش نہیں بلکہ سابقہ گناہوں کی بخشش ہے پھر اس کے مابعد کے سیاہ کارنامے (واقعہ کربلا، مدینہ منورہ کی توہین اور مکہ معظمہ پر حملہ) بھی اسے اس شرف سے محروم کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ محدثین نے اسی حدیث کے تحت تصریح فرمائی ہے کہ

انه لایلزم من دخوله فی ذلك العموم ان لا یخرج بدلیل خاص۔ (حاشیہ بخاری، جلد ۱، صفحہ ۴۱۰)

ترجمہ: خوشخبری کے عموم میں یزید کے داخل ہونے سے لازم نہیں آتا کہ وہ کسی خاص دلیل کے ساتھ اس سے خارج بھی نہ ہو سکے۔

یہی نقطہ نظر عمدۃ القاری شرح بخاری، جلد ۱۴، صفحہ ۱۹۱، ارشاد الساری شرح بخاری از امام قسطلانی، جلد ۵، صفحہ ۱۲۴، فتح الباری شرح البخاری از علامہ ابن حجر عسقلانی، جلد ۶، صفحہ ۱۰۲، شرح تراجم بخاری از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، فتاویٰ نذیریہ، تیسیر الباری شرح بخاری وغیرہ وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ امام قسطلانی تو دوٹوک انداز میں یوں بھی فرماتے ہیں:

فنحن لانتوقف فی شانه بل فی ایمانه لعنة اللہ علیه وعلی انصاره وعلی اعوانه۔

(ارشاد الساری، جلد ۵، صفحہ ۸۵)

سو ہمیں یزید کی شان اور ایمان (کے نہ ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ اس پر بھی اللہ کی لعنت اور اس کے انصار واعوان پر بھی۔

شرح عقائد، صفحہ ۱۰۲ پر بھی یہی عبارت ہے۔ بلکہ امام ابن الجوزی علیہ الرحمۃ نے یزید پر لعنت کرنے کے جواز

میں مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "الرد علی المتعصب العنید المانع عن ذم الیزید" (نبراس) صفحہ ۵۵۳
یعنی اس متعصب دشمن کا رد جو یزید کا بُرا کہنے سے روکتا ہے۔

بلکہ اسے لعنتی کہنے والوں میں بڑے بڑے امام شامل ہیں چنانچہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ولم لم العن من لعنة اللہ فی کتابه۔

ترجمہ : اور میں اس پر لعنت کیوں نہ بھیجوں جسے اللہ نے اپنی کتاب میں ملعون فرمادیا ہے۔

اس کے ملعون ہونے کی مزید شہادتیں درکار ہوں تو درج ذیل کتابوں کا مطالعہ فرمائیے جن میں اسے مستحق لعنت، بے ایمان اور دوزخ کا ایندھن وغیرہ قرار دیا گیا ہے پھر یہ لکھنے والے وہ امام ہیں جن کی عظمت علمی کو آج تک خراج عقیدت پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اسعاف الراغبین از علامہ محمد علی الصبان
(۲) الصواعق المحرقہ از امام ابن حجر مکی استاذ ملا علی قاری
(۳) شرح فقہ اکبر از حضرت ملا علی قاری
(۴) نبراس شرح شرح عقائد از علامہ عبدالعزیز دہلوی
(۵) شرح عقائد از علامہ تفتازانی
(۶) ارشاد الساری شرح بخاری از علامہ قسطلانی
(۷) تکمیل الایمان از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی
(۸) تاریخ الخلفاء از علامہ سیوطی
(۹) مثنوی شریف از حضرت مولانا روم
(۱۰) حیوٰۃ الحیوان از علامہ دمیری
(۱۱) تفسیر مظہری ومکتوبات از علامہ ثناء اللہ پانی پتی
(۱۲) فتاویٰ عزیزیہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ (علیہم الرحمۃ)

ان بزرگانِ دین اور محدثین کرام کے علاوہ حامیانِ یزید اپنے ان معتمد و مستند بزرگوں کی تحریر بھی دیکھیں

(۱) یزید بن معاویہ از ابن تیمیہ

(۲) البدایہ والنہایہ از ابن کثیر

(۳) فتاویٰ عبدالحیٰ از وحید الزمان

(۴) ہدیۃ المہدی از وحید الزمان

یزید احادیث کی روشنی میں

ذیل میں یزید کے متعلق صحاح کی چند روایات پیش کی جاتی ہیں ان کے الفاظ میں اس کی بابت واضح ارشادات موجود ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تصدیق سے اس وضاحت میں اور بھی زور پیدا ہوگیا ہے۔ ان کے علاوہ بعض روایات دوسری کتابوں سے بھی لی گئی ہے۔ ان کی سند کیسی ہی سہی چونکہ ان کی تائید احادیث صحیحہ سے ہوجاتی ہے لہٰذا یہ بھی قوی ہے کیونکہ اصول حدیث کے مطابق جس ضعیف یا موضوع حدیث کی تائید صحیح حدیث میں مل جائے وہ بھی معناً صحیح ہوجاتی ہے۔ (اصول فقہ الاسماعیل دہلوی)

حدیث نمبر۱

عن ابی هريرة سمعت الصادق المصدوق ﷺ هلكة امتى على ايدى غلمة من قريش۔

(رواہ البخاری کتاب الفتن، جلد۲، صفحہ۱۰۴۶)

ترجمہ : فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں نے حضور صادق و مصدوق ﷺ سے سنا ہے میری اُمت کی ہلاکت چند قریشی لڑکوں کے ہاتھوں ہوگی۔

چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت ہے

حدیث نمبر۲

ان ابا هريرة كان يمشى فى الاسواق ويقول اللهم لا تدركنى سنة ستين و لا امارة الصبيان۔

(فتح الباری، صفحہ۸)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازاروں میں چلتے پھرتے کہتے تھے کہ اے اللہ! ۶۰ھ مجھ تک نہ پہنچے اور نہ لڑکوں کی حکومت۔

تاریخ گواہ ہے یزید ساٹھ (۶۰ھ) میں تخت نشین ہوا اور حضرت ابو ہریرہ ۵۹ھ میں وصال پا گئے۔

۶۰ھ کے بعد کیا ہوگا یہ بھی حدیث میں دیکھئے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے

حدیث نمبر۳

یکون خلف بعد ستین سنة اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشھوات فسوف یلقون غیا۔

(البدایہ والنہایہ، صفحہ ۲۳۰)

ترجمہ: ۶۰ھ کے بعد ایسے ناخلف ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور نفسانی خواہشات کی پیروی کریں گے تو وہ جلد ہی (جہنم کی وادی) غی میں ڈال دیئے جائیں گے۔

صحیح بخاری کی روایت اور دوسری حدیثی تشریحات سے واضح ہوگیا کہ ۶۰ھ میں برسراقتدار آنے والا کس کردار کا حامل اور کس انجام کا مستحق ہے جس بدبخت کو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم جہنم کی وادی غی میں پہنچا رہے ہیں۔ بعض دشمنانِ اہل بیت اسے جنت کی طرف گھسیٹنا چاہتے ہیں مگر اس سے یزید کو تو فائدہ نہیں پہنچے گا البتہ یہ بھی اس کے ساتھ ہی فنافی النار ہوں گے۔

جہنم میں دھکیلیں نجدیوں کو ☆ حسن جھوٹوں کو یوں پہنچائیں گھر تک

بخاری شریف کی اسی حدیث کی شرح میں علامہ ابن حجر علیہ الرحمۃ جو بخاری شریف کے بہترین شارح ہیں فرماتے ہیں (دیکھئے فتح الباری)

اور اس میں اشارہ ہے یزید کے بارے میں جو سب سے پہلا نوخیز لڑکا ۶۰ھ میں برسراقتدار آیا وہ ایسا ہی تھا (جیسا کہ حدیث میں خبر دی گئی ہے) دوسرے عظیم شارح بخاری علامہ عینی **امارة الصبیان** والی روایت کی شرح میں فرماتے ہیں:

ان نوخیز لڑکوں میں پہلا یزید ہے۔ (علیہ ما یستحق)

وہ اکثر بزرگوں کو بڑے بڑے عہدوں سے برطرف کرکے اپنی قریبی نوخیز لڑکوں کو عہدے سپرد کرتا تھا۔

حدیث نمبر۴

بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایزال امر ھذہ الامة قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمه رجل من امیة یقال له یزید۔

(البدایہ والنہایہ، جلد ۸، صفحہ ۲۳۱، صواعق محرقہ، صفحہ ۲۲۱، تاریخ الخلفاء، صفحہ ۱۶۰)

ترجمہ : میری اُمت کا کام عدل سے چلتا رہے گا یہاں تک پہلا وہ شخص جو اسے تباہ و برباد کرے گا بنی امیہ سے ایک شخص ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

حدیث نمبر ۵

عن ابی الدرداء قال سمعت النبی ﷺ یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید۔

(تاریخ الخلفاء وغیرہ)

ترجمہ : حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ سے ہوگا جسے یزید کہا جائے گا۔

خلاصہ

ان تمام احادیث کے مضمون کا خلاصہ یہ نکلا کہ

(۱) حضور اکرم ﷺ کی سنت کو تبدیل کرنے والا اولین بدبخت یزید ہے۔

(۲) امت کے نظامِ عدل کو سب سے پہلے تباہ کرنے والا یزید ہے (اس سے وہ لوگ بھی عبرت پکڑیں جو حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور ظلم وستم کی جعلی داستانیں گھڑ کر ان سے منسوب کرتے ہیں)

(۳) یزید اور اس کے نوخیز ساتھی اُمت مسلمہ کو ہلاکت سے دوچار کریں گے۔

(۴) یزید کے بارے میں یہ روایات اتنی یقینی تھیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ڈر سے پہلے فوت ہونے کی دعائیں علانیہ بازاروں میں چلتے پھرتے کیا کرتے تھے۔

(۵) یزید جنتی نہیں اور حدیث قسطنطنیہ والی بشارتوں کا مستحق نہیں بلکہ جہنم کی وادی غی اُسے اور اس جیسوں کو الاٹ ہو چکی ہے۔

ایک فیصلہ کن واقعہ

نوفل بن فرات کا بیان ہے کہ میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ کسی نے یزید کا ذکر کرتے ہوئے اُسے امیر المومنین کہہ دیا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو خود بھی بنی امیہ میں سے تھے مگر دینی غیرت سے مالا مال تھے) **تقول امیر المومنین** تو اس (بدبخت) کو امیر المومنین کہتا ہے پھر اُسے بیس کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ (صواعق محرقہ، صفحہ ۲۲۱)

فائدہ

یزید کو امیر المومنین اور قطعی جنتی کہنے والے اگر یہاں کوڑوں سے بچ جائینگے تو میدانِ حشر میں خدا کے عذاب سے کیونکر بچ سکیں گے۔

یزید پرستوں نے بہت زور لگا کر اس قاتل اہل بیت کی شان میں ایک حدیث کا سہارا لیا اور دور کی کوڑی لا کر اسے یزید پر منطبق کیا۔ گذشتہ تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ یہ محض تکلف تھا اور اس ڈوبتے کو استدلال کے اس تنکے نے بھی کوئی سہارا نہیں دیا بلکہ یزید کا ذکر صراحت کے ساتھ جن احادیث میں آیا وہاں اس کی مدح نہیں بلکہ مذمت ہے مثلاً

اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة یقال له یزید۔ (تاریخ الخلفاء)

ترجمہ: سب سے پہلے جو شخص میری سنت کو بدلے گا بنی امیہ سے ہوگا اسے یزید کہا جائے گا۔

اب آیئے جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نور دیدۂ بتول رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل و مناقب کی طرف۔ حدیث کی کون سی کتاب ہے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر سے خالی ہے اور کون سا محدث ہے جس نے باب باندھ کر آپ کی شان میں شہنشاہ رسالت و صداقت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حوالہ نہیں دیا۔ غور کیجئے دشمنانِ اہل بیت کو سیدنا و مولانا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل کی سینکڑوں احادیث نظر نہیں آتیں مگر اپنے امیر یزید کو جنتی بنانے کے لئے کتنے جتن کر رہے ہیں اور ان کی اس کوشش ناکام پر کیا کہیں کہ

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر یہاں بارگاہِ امامت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے صرف چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

(۱) سب سے زیادہ محبوب

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا

ای اهل بیتك احب الیك

ترجمہ: اپنے اہل بیت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کون زیادہ محبوب ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحسن والحسین

ترجمہ: حسن و حسین۔

وکان یقول لفاطمته ادعی لی ابنی فیشمهما ویضمهما الیه۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ : اور حضور ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے کہ میرے پاس میرے بچوں کو بلاؤ پھر ان دونوں کو سونگتے تھے اور اپنے سے لپٹاتے تھے۔

(۲) ناز کے پالے

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے کہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما آگئے دونوں سرخ قمیضوں میں ملبوس چلتے تھے اور گرتے تھے

فنزل رسول اللہ ﷺ من المنبر فحملهما و وضعهمنا بين يديه۔

ترجمہ : رسول اللہ ﷺ منبر سے اُترے اور ان دونوں کو اٹھا کر اپنے سامنے بٹھالیا۔

پھر فرمایا سچ ارشاد ہے اللہ کا کہ

اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ

ترجمہ : تمہارے مال اور تمہارے بچے جانچ ہی ہیں۔ (پارہ ۲۸، سورۃ التغابن، آیت ۱۵)

میں نے ان دونوں بچوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو صبر نہ کرسکا حتیٰ کہ میں نے اپنی گفتگو روک کر ان دونوں کو اُٹھا لیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی)

(۳) جگر گوشۂ رسول ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی چچی اُم فضل (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) زوجہ حضرت عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ایک روز بارگاہِ رسالتمآب ﷺ میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔ فرمایا وما هوا (وہ کیا) عرض کیا بہت خطرناک ہے۔ فرمایا وہ کیا ہے؟

رايت كان قطعته من جسدك قطعت و وضعت فى حجرى ۔

ترجمہ : میں نے دیکھا گویا کہ آپ (ﷺ) کے جسم مبارک سے ایک ٹکڑا کٹا اور میری گود میں رکھا گیا۔

فرمایا:

رايت خيرا

ترجمہ : تو نے بہت اچھا خواب دیکھا۔

تلدفاطمته انشاء الله غلاما يكون فى حجرك۔

ترجمہ : انشاءاللہ فاطمہ کے ہاں ایک بیٹا ہوگا جو تیری گود میں رہے گا۔

چنانچہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی اور وہ حضرت اُم فضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی

گود میں رہے۔(مشکوٰۃ)

(۴)نام مقدس

حضرت امیر المومنین علی المرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ پیدا ہوئے تو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا مجھے میرا بیٹا دکھاؤ جب انہیں حاضر خدمت کیا گیا تو پوچھا کیا نام رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا حرب۔فرمایا اس کا نام حسین ہے پھر فرمایا میں نے اس کا نام ہارون کی اولاد کے نام کی طرح شبیر رکھا ہے۔(طبرانی)

گویا حضرت ہارون علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام شبیر(عربی میں ترجمہ حسین)ہے۔آپ کی کنیت ابوعبداللہ لقب سبط رسول ریحانۃ الرسول اور سید ہیں۔(رضی اللہ تعالٰی عنہ)

(۵)شبیہ رسول

بخاری شریف میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے یہ الفاظ مروی ہیں

والله انه كان اشبههم برسول الله ﷺ ۔

ترجمہ : اللہ کی قسم یہ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے۔

ایسے ہی الفاظ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالٰی عنہ کے بارے میں منقول ہیں۔

ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حضور تاجدار حسن ﷺ سے کچھ مشابہت تھی چنانچہ صحابہ کرام اور تابعین عظام رضوان اللہ تعالٰی عنہم ان پر نثار ہوجاتے تھے جو سب سے زیادہ مشابہت رکھے اس کی محبت وعظمت کا کیا حال ہونا چاہیے مگر افسوس یزیدی اس نکتہ ایمان کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔

(۶)دعائے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات کسی ضرورت سے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضور ﷺ کسی چیز کو گود میں لئے تشریف لائے۔میں نے کام سے فارغ ہوکر حضور ﷺ سے پوچھا تو آپ نے کپڑا اٹھایا تو دیکھا حسنین وحسین رضی اللہ تعالٰی عنہم آپ کے مقدس رانوں پر تھے پھر دعا فرمائی

هذان ابنای وابنا ابنتی انی احبهما فاحبهما واحب من يحبهما۔(ترمذی)

ترجمہ : یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔الٰہی میں ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں تو بھی ان دونوں سے محبت رکھ اور اس سے بھی محبت رکھ جو ان سے محبت رکھے۔

(۷) کمال قرب

حضرت یعلی بن مرۃ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

حسین منی وانا من حسین احب اللہ من احب حسینا حسین سبط من الاسباط۔ (ترمذی)

ترجمہ : حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اللہ اس سے محبت رکھے جو حسین سے محبت رکھے۔ حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔

(سبط اس درخت کو کہتے ہیں جس کی جڑ ایک ہو اور شاخیں بہت جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسباط کہلاتے ہیں) ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اس شہزادے سے میری نسل بہت چلے گی اور مشرق و مغرب میں پھیل جائے گی دیکھئے آج سادات کہاں کہاں نہیں پہنچے اور پھیلے نیز حسنی سید کم ہیں اور حسینی زیادہ۔ کاش یزیدی ٹولہ صرف ایک اسی حدیث پر غور کرلے اور بغض امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تائب ہوجائے۔

(۸) چمنستان کرم

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ اجازت ہو تو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جاؤں آپ کے ساتھ نمازِ مغرب پڑھوں اور اپنے اور آپ کے لئے بخشش کی دعا کراؤں۔ چنانچہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا مغرب بلکہ عشاء بھی آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی پھر آپ ﷺ واپس ہوئے تو میں پیچھے ہولیا۔ میری آواز سنی تو فرمایا کون، حذیفہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا کام ہے اللہ تمہیں اور تمہاری ماں کو بخشے بے شک یہ ایک فرشتہ ہے جو آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے اللہ سے اجازت مانگی کہ مجھے سلام کہے اور بشارت دے

بان فاطمة سيدة نسآء اهل الجنة وان الحسن والحسين سيد الشباب اهل الجنة۔

فاطمہ جنتی لوگوں کی بیویوں کی سردار ہیں اور حسن وحسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔

مجدد ملت علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا:

کیا بات رضا اس چمنستانِ کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اس روایت سے علم غیب کا اثبات بھی ہوتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرورت ونیت آپ ﷺ پر آشکار تھی۔

(۹) حب و بغض

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

من احبھما فقداحبنی ومن البغضھما فقد ابغضنی۔ (ابن عساکر)

ترجمہ : جس نے ان دونوں (یعنی حسنین کریمین) سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

لہٰذا ٹھیک فرمایا مولانا حسن رضا خاں علیہ الرحمہ نے

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوانِ اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

میدان کربلا حبیب خدا ﷺ کی نگاہ میں

اہلِ سنت کا موقف ہے کہ حضور اکرم ﷺ واقعاتِ کربلا کو مدتوں پہلے جانتے تھے۔ چنانچہ روایات ملاحظہ ہوں

(۱) ابن سعد وطبرانی میں حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی

ان ابنی الحین یقتل بعدی بارض الطف وجاء نی بھزہ التربۃ فاخبرنی انھا مضجعہ۔

ترجمہ : بیشک میرا بیٹا میرے بعد سرزمین طف یعنی کربلا میں شہید ہوگا۔ جبریل علیہ السلام وہاں کی مٹی لائے اور بولے یہ اس صاحبزادے کی آرام گاہ ہے۔

(۲) حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا میرے ہاں ایک فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہیں آیا تھا اس نے مجھے کہا آپ کا بیٹا حسین شہید ہوگا اگر چاہیں تو اس جگہ کی مٹی خدمت میں پیش کروں؟ پھر اس نے وہ سرخ رنگ کی مٹی دکھائی۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق بارش والے فرشتے نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب کی تو اسے مل گئی۔ اس وقت نبی کریم ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا خبردار! کوئی اندر داخل نہ ہو۔ اُسی وقت حضرت حسین بڑے اصرار سے اندر آگئے

فوثب علی رسول اللہ فجعل رسول اللہ ﷺ یلمثہ ویقبلہ۔

ترجمہ : یعنی نبی کریم ﷺ کی گود اور کندھوں پر کودنے لگے اور حضور ﷺ ان کو چومنے لگے۔ (باقی قصہ روایت نمبر۲ کے موافق ہے)

(۴) حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی گود میں تھے اور میں نے دیکھا کہ سرکار ﷺ رو رہے ہیں۔ فرمایا جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ کے اس بیٹے کو آپ کی امت شہید کر دے گی اور مجھے اس جگہ کی سرخ مٹی بھی دکھائی ہے۔

(۵) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ آرام فرمارہے تھے بیدار ہوئے تو غمگین تھے اور سرخ مٹی ہاتھ میں تھی جسے الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ میں نے پوچھا یہ مٹی کیسی ہے؟ فرمایا مجھے جبریل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ

ان هذا يعني الحسين يتقل بارض العراق وهذه تربتها۔

ترجمہ : یہ صاحبزادہ یعنی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عراق میں شہید ہونگے اور یہ وہاں کی مٹی ہے۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضرات حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میرے گھر میں کھیل رہے تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کے اس لختِ جگر کو آپ کی امت شہید کر دے گی۔ پھر آپ ﷺ کی خدمت میں تھوڑی سی مٹی بھی پیش کی حضور اکرم ﷺ نے سونگھ کر فرمایا

ريح كرب وبلاء

ترجمہ : یعنی کرب وبلا کی بو۔

پھر فرمایا اے اُم سلمہ (اسے سنبھال لے) جب یہ مٹی خون ہوگی تو سمجھ لینا کہ

ان ابني قد قتل

ترجمہ : میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے۔

(۷) حضرت محمد بن عمر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کربلا کی دو نہروں پر تھے آپ نے شمر ذی الجوشن کو دیکھا تو فرمایا

صدق الله ورسوله قال رسول الله ﷺ فانيانظر الى كلب البقع يلغ في اهل بيتي وكان شمر ابرص۔

ترجمہ : اللہ اور اس کا رسول سچے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں گویا ایک ابلق کتے کو دیکھ رہا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے اور وہ شمر پھلبہری میں مبتلا تھا۔

حضرت انس بن حارث صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا

ان ابني هذا يقتل بارض يقال لها كربلاء ضمن يشهد ذلك منكم فلينصره۔

ترجمہ : میرا یہ بیٹا اس زمین میں شہید ہوگا جسے کربلا کہتے ہیں سو جو تم میں اس وقت موجود ہو اس کی مدد کرے۔

چنانچہ حضرت انس کربلا میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہو گئے۔

(۹) حضرت یحییٰ حضرمی فرماتے ہیں کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جب ہم نینویٰ کے برابر پہنچے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر فرمایا

صبرا اباعبداللہ بشط الفرات

ترجمہ : اے حسین فرات کے کنارے صبر کرنا۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! یہ کیا ہے؟ فرمایا نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے حسین فرات کے کنارے شہید ہوگا اور مجھے وہاں کی مٹی بھی دکھائی۔

(۱۰) حضرت اصبغ بن بنانہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت حسین کی قبرگاہ پر پہنچے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ھھنا مناخ رکابھم وصوضع رحالھم ومھراق وصائھم فتہ من ال محمد ﷺ یقتلون بھذہ العرصۃ تبکی علیھم السمآء والارض۔

ترجمہ : یہ شہداء کے اونٹ باندھنے کی جگہ ہے، یہ کجاوے رکھنے کی جگہ ہے اور یہ ان کے خون بہنے کی جگہ ہے۔ کتنے ہی جوان آلِ رسول کے اس میدان میں شہید ہوں گے جن پر زمین وآسمان روئیں گے۔

(۱۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے بدلے ستر ہزار آدمی مارے۔

انی قاتل وبابن بنتك سبعین الفاو سبعین الفا

ترجمہ : اور تیرے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار مارنے والا ہوں۔

(۱۲) ان ہی سے روایت ہے کہ میں ایک دن دوپہر کو آرام کر رہا تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ کے بال مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور گرد آلود ہیں، آپ کے ہاتھ مبارک میں ایک خون بھری شیشی ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا ہے؟ فرمایا

دم الحسین واصحابہ

ترجمہ : یہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وراس کے ساتھیوں کا خون ہے۔

جو میں ابھی اٹھالایا ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے وہ دن اور وقت یاد رکھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ واقعی حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی دن اور اسی وقت شہید ہوئے تھے۔

(۱۳) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اور گیسوئے مبارک پر غبار تھا۔ عرض کیا

مالك يارسول الله

ترجمہ : حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ حالت کیا ہے؟

فرمایا

شهدت قتل الحسين انفا۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

ترجمہ : میں ابھی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت گاہ میں تھا۔

زندہ جاوید

حضرت مہنال بن عمرو بیان کرتے ہیں مجھے اللہ کی قسم! میں نے اس وقت شہید اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر انور کی زیارت کی جب اسے نیزے پر دمشق کے بازار میں لے جارہے تھے۔ ایک آدمی سورۂ کہف کی تلاوت کررہا تھا جب اس نے پڑھا

ام حسبت ان اصحب الكهف والرقيم كانوا من اياتنا عجبا

ترجمہ : کیا آپ کو معلوم ہوا کہ غار اور جنگل کے کنارے والے یا کتے والے ہمارے قدرت کی ایک عجیب نشانی تھے۔

امام پاک کے سر مبارک سے آواز آئی

اعجب من اصحب الكهف قتلى وحملى

ترجمہ : اصحابِ کہف سے زیادہ عجیب میرا قتل ہونا اور اُٹھایا جانا ہے۔

غدار اور محروم امتی

حضرت ابی قتبل سے روایت ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور ساتھ لے کر شمر پارٹی جب شام کو روانہ ہوئی تو پہلی منزل پر نبیذ (کھجور کا شیرہ) پینے کے لئے بیٹھی۔ اس وقت غیب سے لوہے کا ایک قلم ظاہر ہوا اور اس نے خون سے یہ شعر لکھا

اترجوامة قتلت حسينا ☆ شفاعة جده يوم الحساب

ترجمہ : کیا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل قیامت کے دن ان کے جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار

ہو سکتے ہیں؟

حرفِ آخر۔صحابیت

آپ نے دیکھا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی شرافت میں بے مثال ہیں۔حضور سرورِ کائنات نے انہیں اپنا بیٹا فرمایا پھر آپ کو اپنا بلکہ خدا کا محبوب ٹھہرایا بلکہ ان کے محبّ کو خدا کی محبوبیت کا شرف بخشا۔پھر ان کی شہادت کی خبر دی اور عقبیٰ میں انہیں اپنے بھائی سمیت جوانانِ جنت کا سردار قرار دیا۔مخالفین نے بغض میں اندھا ہو کر ہر شرف سے آنکھیں پھیر لیں۔پھر جب آپ کے صحابی ہونے کی بات آئی تو وہ اس سے بھی مکر گئے۔آیئے اب محدثین کرام کا فیصلہ دیکھیں

بخاری جلد ا باب اصحاب النبی ﷺ میں صحابی کی تعریف یوں ہے

من صحب النبی ﷺ اوراہ من المومنین فھو صحابی۔

ترجمہ : جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ کی صحبت یا زیارت کا شرف پایا صحابی ہے۔

حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ومنھم من اشرط فی ذلك ان یکون اجماعه بالغفا وھو مردور۔

ترجمہ : صحابی ہونے کے لئے بالغ ہونے کی شرط لگانا غلط ہے۔

یہی موقف امام بخاری، امام احمد اور جمہور محدثین کا ہے۔چنانچہ ابن کثیر فرماتے ہیں

والمقصود ان الحسین عاصر رسول اللہ ﷺ وصحبه الی ان توفی وھو عنه راض ولکنه کان صغیرا۔ (البدایہ، صفحہ ۱۵۰)

ترجمہ : مقصود یہ ہے کہ حضرت امام حسین نے حضور ﷺ کا زمانہ اور صحبت پائی اور حضور ﷺ وصال مبارک تک ان سے خوش رہے اگرچہ یہ نابالغ تھے۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

فانه من سادات المسلمین وعلماء الصحابة وابن بنت رسول اللہ ﷺ التی ھی افضل بناته فقد کان عابد وسجا عاوسخیا۔ (صفحہ ۲۰۳)

ترجمہ : بے شک حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساداتِ مسلمین اور علماء صحابہ میں سے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی افضل

ترین صاحبزادی کے لختِ جگر۔ وہ عابد، بہادر اور سخی تھے۔

افسوس دشمنانِ اہل بیت نے یزید کی حمایت میں کس کس حقیقت کا انکار نہیں کیا اور کس کس انصاف کا خون نہیں کیا۔

خداوند کریم اپنی، اپنے حبیب کریم ﷺ اور حبیب کریم کے اہل بیت اطہار اور جملہ صحابہ کرام اور اولیائے عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سچی محبت عطا فرمائے۔ آمین

فقط والسلام

ھذا آخر مارقمہ قلم الاُویسی الرضوی غفرلہٗ